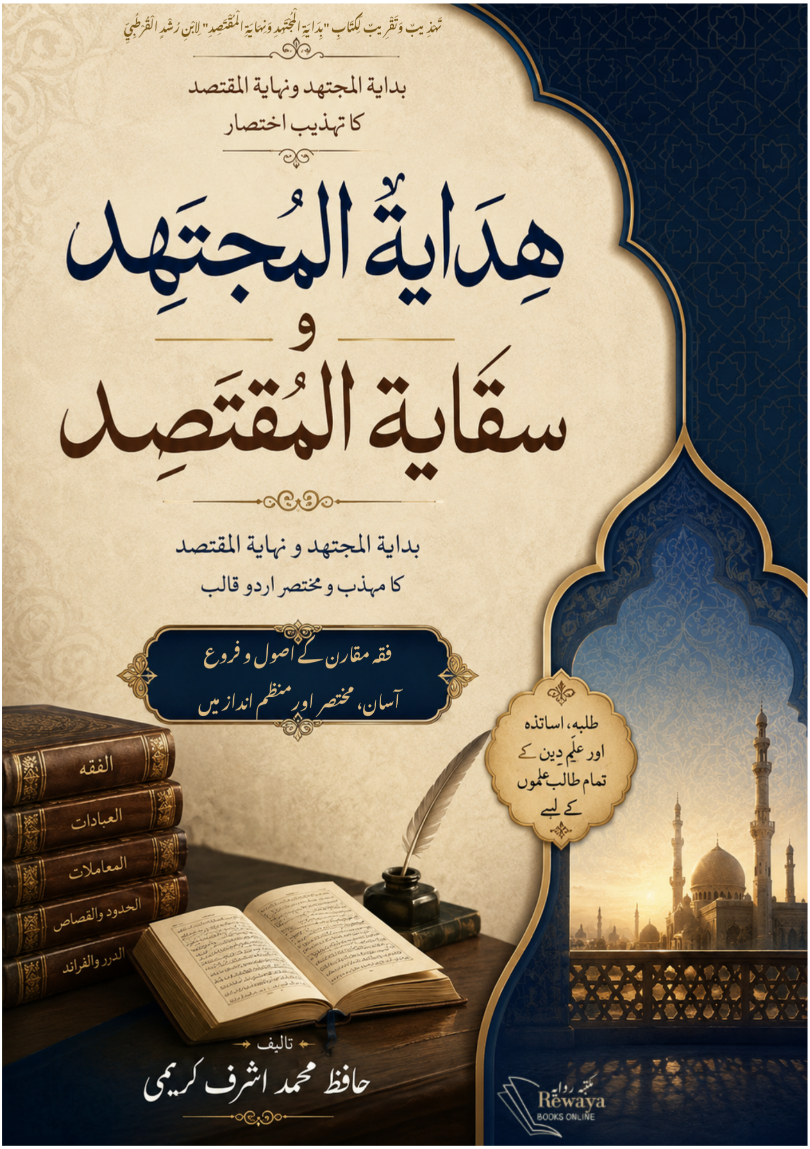

تهذيب وتقريب لكتاب "بداية المجتهد ونهاية المقتصد" لابن رشد القرطبي
بداية المجتهد ونهاية المقتصد
کا تہذیب اختصار
هِدَايَةُ المُجتَهِد
و
سِقَايَةُ المُقتَصِد
بداية المجتهد و نهاية المقتصد
کا مہذب و مختصر اردو قالب
فقہ مقارن کے اصول و فروع
آسان، مختصر اور منظم انداز میں
طلبہ، اساتذہ
اورعلمِ دین کے
تمام طالب علموں
کے لیے
الفقه
العبادات
المعاملات
الحدود والقصاص
الدرر والفرائد
تالیف
حافظ محمد اشرف کریمی
مکتبہ روایہ
Rewaya
BOOKS ONLINE

ہَدَایَۃُ المُجتَہِد وسِقَایَۃُ المُقتَصِد

(بِدَایَۃ الْمُجْتَہِد وَنِہَایَۃ الْمُقْتَصِد کا تہذیبی اردو اختصار)

تالیف

حافظ محمد اشرف کریمی

ناشر

مکتبہ روایہ

مقدمہ

الحمدُ للہِ ربِّ العالمینَ، والصلاۃُ والسلامُ علیٰ أشرفِ الأنبیاءِ والمرسلینَ، وعلیٰ آلِہِ وصحبِہِ أجمعینَ۔ امّا بعد!

اللہ تبارک و تعالیٰ کا بے پناہ شکر اور احسانِ عظیم ہے جس نے ہمیں دینِ اسلام کی فہم اور فقہ کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔

امام، قاضی القضاۃ، ابوالولید محمد بن احمد بن رشد القرطبی المالکی (متوفی 595ھ) کی مایہ ناز تصنیف "**بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد**" علمِ فقہ اور "فقہِ مقارن" (Comparative Jurisprudence) کی دنیا میں ایک درخشندہ ستارہ ہے۔ یہ کتاب نہ صرف فقہی احکام کے اختلاف اور ان کے اسباب کو واضح کرتی ہے، بلکہ طالبِ علم کے اندر ملکۂ اجتہادپیدا کرنے کے لیے ایک بہترین سیڑھی کا حکم رکھتی ہے۔

تاہم، اس کتاب کی علمی ضخامت، عربی زبان کی وسعت اور دقیق فقہی ابحاث کی وجہ سے عصرِ حاضر کے عام قارئین اور اوسط درجے کے طلبہ کے لیے اس کے مغز تک پہنچنا دوشوار تھا؛ بالخصوص اردو داں طبقہ اس کے فوائد سے کماحقہ مستفیض نہیں ہو پا رہا تھا۔

اسی ضرورت کے پیشِ نظر، اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد سے، بندہ نے اس عظیم الشان کتاب کو ایک تہذیب نما اردو اختصار کی شکل میں ڈھالنے کی سعادت حاصل کی ہے، اور اس کا نام:
"ہدایۃ المجتہد وسقایۃ المقتصد" رکھا ہے۔

کتاب کا منہج اور طریقہ کار:

اس تلخیص و تہذیب میں راقم عاجز نے درج ذیل علمی و تنظیمی منہج کو ملحوظِ خاطر رکھا ہے:

1. **زبان و بیان:** کتاب کی زبان کو سادہ، سلیس اور علمی رکھا گیا ہے تاکہ عام قاری بھی اسے آسانی سے سمجھ سکے۔ تاہم، علمی وقار کو برقرار رکھنے کے لیے فقہی اصطلاحات (مثلاً: جمہور، قیاس، اجماع، استحسان وغیرہ) کا تقدس اور ان کا درست استعمال بحال رکھا گیا ہے۔
2. **اختصار کا معیار:** طویل اور پیچیدہ ابحاث کو سمیٹا ضرور گیا ہے، لیکن اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ کتاب کا اصل مغز،

مصنف کا مخصوص اسلوب اور بحث کی فقہی گہرائی ضائع نہ ہونے پائے۔

3. **تنظیمی ڈھانچہ (Structural Layout)**: قاری کی سہولت اور ذہنی یکسوئی کے لیے ہر باب یا مسئلے کے اختصار کو درج ذیل منظم سرخیوں کے تحت تقسیم کیا گیا ہے:
   - **مسئلے کا عنوان**: فقہی مسئلے کا واضح اور متعین نام۔
   - **محلِ اتفاق (Points of Consensus)**: اگر اس مسئلے میں فقہاء کا کوئی متفقہ پہلو یا اجماع ہے، تو اسے مختصراً بیان کیا گیا ہے۔
   - **محلِ اختلاف (Points of Disagreement)**: فقہاء کے مابین اصل جائے اختلاف کیا ہے، اسے واضح کیا گیا ہے۔
   - **ائمہ کے مذاہب (Views of the Imams)**: مشہور ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام

احمد بن حنبل) اور دیگر جلیل القدر فقہاء کے بنیادی موقف کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

- **دلائل کا خلاصہ (Summary of Arguments)**: فریقین کے بنیادی دلائل (قرآن، حدیث، یا قیاس کی روشنی میں) بالکل مختصر اور جامع انداز میں لکھے گئے ہیں۔
- **اسبابِ اختلاف (Reasons for Disagreement)**: چونکہ ابنِ رشد کی کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت "اسبابِ اختلاف" کا بیان ہے، اس لیے یہاں واضح کیا گیا ہے کہ فقہاء کے درمیان اس اختلاف کی بنیادی وجہ کیا تھی (مثلاً: کسی لفظ کے لغوی معنی کا ابہام، احادیث کا بظاہر ٹکراؤ، یا اصولِ فقہ کا اختلاف وغیرہ)۔
- **ابنِ رشد کی ترجیح (Author's Weightage)**: جہاں مصنف (ابنِ رشد) نے کسی موقف کو راجح (بہتر) قرار دیا ہے، اسے اس سرخی کے تحت درج کیا گیا ہے۔

اس کتاب کا پہلا حصہ (**ہدایۃ المجتہد**) علم کے راستے پر چلنے والوں کو فقہی بصیرت کی ہدایت فراہم کرتا ہے، جبکہ دوسرا حصہ (**سقایۃ المقتصد**) اوسط درجے کی علمی پیاس رکھنے والے طالبِ علم کو علمِ فقہ کے زلالِ شیریں سے کم وقت میں سیراب کرتا ہے۔

بندہ ناچیز کا یہ کام کوئی نیا اجتہاد نہیں، بلکہ ائمہِ سلف اور امام ابنِ رشد کے فیض کو اگلی نسلوں تک آسان کر کے پہنچانے کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس تالیف کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے، اسے مصنف، مہذِّب اور اس کے معاونین کے لیے توشہِ آخرت اور ذریعہِ نجات بنائے، اور طالبانِ علومِ نبوت کے لیے نفع بخش بنائے۔ (آمین یا رب العالمین)

خاکسار و خادمِ علم

[حافظ محمد اشرف کریمی]

تاریخ: ۲۶ محرم الحرام ۱۴۴۸ھ

بمطابق ۱۱ جولائی ۲۰۲۶ء

مسئلے کا عنوان

کتاب الوضوء: وضو کے وجوب کی دلیل

یہ کس پر اور کب واجب ہوتا ہے۔

محلِ اتفاق

مسلمانوں کے مابین درج ذیل امور پر مکمل اجماع اور اتفاق ہے:

شرعی طہارت کی دو بنیادی اقسام ہیں: طہارت من الحدث (بے وضوئی یا جنابت سے پاکی) اور طہارت من الخبث (ظاہری نجاست سے پاکی)۔

طہارت من الحدث کی تین اقسام ہیں: وضو، غسل اور ان دونوں کا بدل یعنی تیمم۔

نماز کا وقت داخل ہونے پر ہر اس شخص پر وضو کرنا واجب ہے جس پر نماز فرض ہو چکی ہو۔

وضو کا وجوب صرف عاقل اور بالغ شخص پر ہوتا ہے۔

جب بے وضو شخص پر نماز کا وقت داخل ہو جائے اور وہ نماز کا ارادہ کرے تو اس پر وضو کے وجوب میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

محلِ اختلاف

فقہاء کے مابین اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا اسلام وضو کے وجوب کے لیے بنیادی شرط ہے یا نہیں؟ یعنی کیا غیر مسلم (کافر) بھی وضو کے شرعی وجوب کے مکلف ہیں یا نہیں۔

ائمہ کے مذاہب

متن کے مطابق، فقہاء کے مابین یہ مسئلہ زیرِ بحث رہا ہے کہ غیر مسلموں پر فروعِ شریعت (جیسے وضو اور نماز) کا وجوب لاگو ہوتا ہے یا نہیں۔ تاہم، مصنف نے یہاں ائمہ اربعہ کے الگ الگ تفصیلی مکاتبِ فکر کو نقل کرنے کے بجائے اسے ایک اصولی اختلاف کے طور پر پیش کیا ہے۔

دلائل کا خلاصہ

وضو کے اصل وجوب پر تین طرح کے دلائل ہیں:

قرآن کریم: سورہ المائدہ کی آیت نمبر 6 ہے، جس میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہروں

اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ۔ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اس حکم کی تعمیل واجب ہے۔

سنتِ نبوی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو مشہور اور ثابت شدہ احادیث ہیں؛ پہلی یہ کہ اللہ تعالی پاکی کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور نہ ہی خیانت کے مال سے صدقہ قبول کرتا ہے۔ دوسری یہ کہ اللہ تعالی اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جسے حدث (بے وضوئی) لاحق ہو جائے، یہاں تک کہ وہ وضو کر لے۔

اجماع: امتِ مسلمہ میں سے کسی سے بھی وضو کے وجوب کے بارے میں کوئی اختلاف منقول نہیں ہے۔

عاقل اور بالغ پر وجوب کی دلیل: حدیثِ نبوی ہے کہ تین افراد سے قلم اٹھا لیا گیا ہے، جن میں بچے کا ذکر ہے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے، اور مجنون کا ذکر ہے یہاں تک کہ اسے افاقہ ہو جائے۔ اس پر بھی امت کا اجماع ہے۔

اسبابِ اختلاف

وضو کے وجوب کے لیے اسلام شرط ہونے یا نہ ہونے کے اختلاف کا سبب یہ اصولی بحث ہے کہ آیا کفار فروعِ شریعت کے مکلف ہیں یا نہیں۔ چونکہ اس مسئلے کا دنیاوی احکام (جیسے وضو کے درست ہونے) پر اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کا تعلق سراسر آخرت کے عذاب و ثواب سے ہے، اس لیے فقہاء کے اصولِ فقہ کے زاویے مختلف ہو گئے۔

ابن رشد کی ترجیح

ابن رشد نے اس مسئلے پر اپنی رائے دیتے ہوئے لکھا ہے کہ وجوبِ وضو کے لیے اسلام کے شرط ہونے کا یہ مسئلہ عملی فقہ میں بہت کم فائدہ مند (قلیل الغناء) ہے، کیونکہ اس کا حقیقی تعلق دنیاوی احکام سے نہیں بلکہ اخروی حکم اور آخرت کے جزا و سزا کے معاملات سے ہے۔

مسئلے کا عنوان

کتاب الوضوء:

وضو کے افعال، شروط، ارکان اور ان کے احکام کا بیان

(بشمول نیت، اعضاء کی حد بندی، ترتیب اور موالات کا **تفصیلی بیان**)۔

محلِ اتفاق

- **وضو کے افعال کا اصل ماخذ:** تمام علماء کا اتفاق ہے کہ افعالِ وضو کی اصل بنیاد سورہ المائدہ کی آیت نمبر 6 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کی ثابت شدہ احادیث وآثار ہیں۔
- **نیت کا اصولی وجود:** تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ عمومی طور پر عبادات کے لیے نیت شرط ہے (جیسے نماز)۔
- **غسلِ وجہ اور غسلِ یدین کا وجوب:** اس بات پر اجماع ہے کہ پورے چہرے کا غسل اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک غسل وضو کے فرائض میں سے ہے۔
- **ایک بار دھونے کا وجوب:** اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر وضو کا پانی عضو تک اچھی طرح پہنچ جائے (اسباغ ہو جائے)، تو اعضاء کو ایک ایک بار دھونا فرض ہے، جب کہ دو اور تین بار دھونا مستحب و مندوب ہے۔

- **مسحِ رأس کا وجوب:** سر کا مسح کرنا وضو کا قطعی فرض ہے۔

محلِ اختلاف

ابن رشد نے اس باب کے تحت 12 مشہور بنیادی مسائل (امہات المسائل) کا ذکر کیا ہے، جن میں فقہاء کے مابین درج ذیل امور پر اختلاف ہے:

1. **نیت:** کیا وضو کی صحت کے لیے نیت شرط ہے یا نہیں؟
2. **برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا:** کیا وضو شروع کرتے وقت برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انہیں دھونا سنت، مستحب ہے، یا نیند سے جاگنے والے پر واجب ہے؟
3. **مضمضہ اور استنشاق:** کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کا شرعی حکم کیا ہے (سنت، فرض، یا صرف استنشاق فرض ہے)؟
4. **چہرے کی حدود:** کان اور کنپٹی کے درمیان کا سفید حصہ، داڑھی کا لٹکا ہوا حصہ دھونا، اور داڑھی کا خلال کرنا واجب ہے یا نہیں؟

5. **کہنیوں کا غسل**: کیا ہاتھوں کو دھوتے وقت کہنیاں غسل میں داخل ہیں یا غسل کی آخری حد ہیں؟
6. **سر کے مسح کی مقدار**: سر کے کتنے حصے کا مسح کرنا واجب ہے (پورا سر، ایک تہائی، دو تہائی، چوتھائی یا کوئی خاص حد نہیں)؟
7. **مسحِ رأس کی تکرار**: کیا سر کے مسح کو تین بار دہرانا مستحب ہے؟
8. **عمامے پر مسح**: کیا پگڑی (عمامے) پر مسح کرنا جائز ہے؟
9. **کانوں کا مسح**: کانوں کا مسح فرض ہے یا سنت؟ اور کیا ان کے لیے نیا پانی لینا ضروری ہے؟
10. **پاؤں کی طہارت کی نوعیت**: پاؤں کا حکم غسل (دھونا) ہے، مسح کرنا ہے، یا مکلف کو دونوں کا اختیار ہے؟ نیز ٹخنوں کی حد کیا ہے؟
11. **ترتیب**: کیا آیتِ وضو کی ترتیب کے مطابق اعضاء کو پے در پے دھونا فرض ہے یا سنت؟

12. موالات (پے در پے دھونا): کیا اعضاء کو بغیر وقفے کے ایک کے بعد دوسرے کو دھونا واجب ہے؟ نیز تسمیہ (بسم اللہ پڑھنے) کا کیا حکم ہے؟

ائمہ کے مذاہب

ان مسائل میں مشہور ائمہ اربعہ اور دیگر فقہاء کے بنیادی موقف کا خلاصہ درج ذیل جدول میں پیش ہے:

مسئلہ	ائمہ کا موقف
1. صحتِ وضو کے لیے نیت	شرط ہے: امام مالک، شافعی، احمد، داؤد ظاہری۔ شرط نہیں ہے: امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری۔
2. برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے دھونا	سنتِ مطلقہ: امام مالک (مشہور قول)، امام شافعی۔ شک والے کے لیے مستحب: امام مالک سے ایک روایت۔ نیند سے بیدار ہونے پر واجب: داؤد ظاہری (مطلقاً)، امام احمد (صرف رات کی نیند پر)۔

3. مضمضہ اور استنشاق	دونوں سنت ہیں: امام مالک، شافعی، ابو حنیفہ۔ دونوں فرض ہیں: ابن ابی لیلیٰ، داؤد ظاہری کی ایک جماعت۔ صرف استنشاق فرض، مضمضہ سنت: ابو ثور، ابو عبیدہ، بعض اہل ظاہر۔
4. چہرے کی حدود اور خلال	سفید حصہ چہرے میں شامل ہے: امام ابو حنیفہ، شافعی۔ (امام مالک: چہرہ نہیں ہے)۔ لٹکی داڑھی پر پانی بہانا واجب ہے: امام مالک۔ (ابو حنیفہ اور شافعی: واجب نہیں)۔ داڑھی کا خلال: ائمہ اربعہ: وضو میں واجب نہیں (ابن عبد الحکم مالکی: واجب ہے)۔
5. غسلِ یدین میں کہنیاں	کہنیوں کو شامل کرنا واجب ہے: جمہور فقہاء (مالک، شافعی، ابو حنیفہ)۔ واجب نہیں ہے: اہل ظاہر، الطبری، بعض متاخرین مالکیہ۔
6. سر کے مسح کی مقدار	پورے سر کا مسح واجب ہے: امام مالک۔ بعض کا مسح واجب ہے: امام ابو حنیفہ (چوتھائی سر اور کم از کم 3 انگلیاں)، امام شافعی (کسی حد کے بغیر کچھ حصہ)، بعض مالکیہ (ایک یا دو تہائی)۔
7. مسحِ رأس کی تکرار	امام شافعی: تین بار مسح مستحب ہے۔ تکرار میں کوئی فضیلت نہیں (ایک بار ہے): اکثر فقہاء۔

8. عمامے (پگڑی) پر مسح	جائز ہے: امام احمد، ابو ثور، قاسم بن سلام۔ ناجائز ہے: امام مالک، شافعی، ابو حنیفہ۔
9. کانوں کا مسح	فرض ہے (اور نیا پانی): بعض مالکیہ۔ فرض ہے (سر کے پانی سے): امام ابو حنیفہ۔ سنت ہے (اور نیا پانی): امام شافعی، بعض مالکیہ۔
10. پاؤں کی طہارت	صرف غسل (دھونا) فرض ہے: جمہور فقہاء۔ صرف مسح فرض ہے: فقہاء کی ایک جماعت۔ غسل یا مسح کا اختیار ہے: حسن بن جریر الطبری، داؤد ظاہری۔
11. افعالِ وضو میں ترتیب	فرض ہے: امام شافعی، امام احمد، ابو عبید۔ سنت ہے (فرض نہیں): امام ابو حنیفہ، سفیان ثوری، داؤد ظاہری، متاخرین مالکیہ۔
12. موالات (پے در پے دھونا)	یاد ہونے اور قدرت پر فرض ہے: امام مالک (عذر اور بھول چوک پر معاف ہے)۔ واجب نہیں ہے: امام شافعی، امام ابو حنیفہ۔

دلائل کا خلاصہ:

نیت کے دلائل

- **وجوب کے قائلین:** آیت ﴿وَمَا أُمِرُوا إِلا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ﴾ اور مشہور حدیث «إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ» سے استدلال کرتے ہیں کہ وضو ایک عبادت ہے، لہذا نیت ضروری ہے۔
- **عدمِ وجوب کے قائلین:** وہ وضو کو غسلِ نجاست (صفائی) پر قیاس کرتے ہیں، جس طرح نجاست دور کرنے کے لیے نیت شرط نہیں، ویسے ہی یہاں بھی نہیں۔

برتن میں ہاتھ ڈالنے کے دلائل

- **وجوب کے قائلین:** حدیثِ ابو ہریرہ: «اذا استيقظ أحدكم من نومه فليغسل يده... فإن أحدكم لا يدري أين باتت يده» (جب تم میں سے کوئی نیند سے جاگے تو ہاتھ برتن میں ڈالنے سے پہلے دھو لے)۔ یہاں لفظ "فليغسل" (پس اسے چاہیے کہ وہ دھوئے) امر کا صیغہ ہے جو وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ جو رات کی تخصیص کرتے ہیں وہ لفظ "باتت" (رات گزاری) سے دلیل لیتے ہیں۔

- **سنت یا مستحب کے قائلین:** وہ کہتے ہیں کہ آیتِ وضو میں ہاتھ دھونے کا ذکر غسلِ وجہ کے بعد ہے، اگر اسے وضو کا فرض مانا جائے تو آیت سے تعارض ہوگا۔ لہذا یہ امر وجوب کے بجائے ندب (استحباب) پر محمول ہو گا۔

مضمضہ اور استنشاق کے دلائل

- **سنت کے قائلین:** آیتِ وضو میں صرف چہرہ دھونے کا حکم ہے، اگر کلی اور ناک میں پانی ڈالنا فرض ہوتا تو آیت کے حصر سے تعارض ہوتا۔
- **استنشاق کے فرض ہونے کے قائلین:** صحیحین کی حدیث ہے: «إِذَا تَوَضَّأَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْعَلْ فِي أَنْفِهِ مَاءً ثُمَّ لِيَنْثُرْ» (جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اپنے ناک میں پانی ڈالے پھر اسے جھاڑے)۔ کلی کے لیے ایسا صریح امر کا صیغہ منقول نہیں، صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل منقول ہے۔

کہنیوں اور ٹخنوں میں لفظ "اِلیٰ" کا استدلال

- **جمہور (شمولیت کے قائلین):** عربی زبان میں حرفِ "اِلیٰ" کبھی "مع" (ساتھ) کے معنی میں آتا ہے، جیسے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث (مسلم) میں ہے کہ انہوں نے ہاتھ دھویا یہاں تک کہ بازو (عضد) تک پہنچ گئے اور فرمایا: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی وضو کرتے دیکھا"۔
- **اہلِ ظاہر (عدمِ شمولیت):** ان کے نزدیک "اِلیٰ" غایت (آخری حد) کے لیے ہے اور حد، محدود میں داخل نہیں ہوتی۔

سر کے مسح میں حرف "بِ" کا استدلال

- **پورے سر کے قائلین:** آیت ﴿وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ﴾ میں حرفِ باء "زائدہ" (تاکید کے لیے) ہے، جس کا مطلب پورے سر کا مسح ہے۔
- **بعض سر کے قائلین:** حرفِ باء عربی میں "تبعیض" (کچھ حصے) کے لیے بھی آتا ہے (جیسے: أخذت بثوبہ)۔ اس کی تائید

مسلم کی حدیثِ مغیرہ سے ہوتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی (ناصیہ) اور عمامے پر مسح کیا۔

پاؤں دھونے یا مسح کرنے کے دلائل

- **غسل کے قائلین:** وہ آیت کی قرائتِ نصب (وَأَرْجُلَكُمْ) سے دلیل لیتے ہیں جو غسلِ وجہ پر عطف ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: «وَيْلٌ لِلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ» (ایڑیوں کے لیے آگ کی تباہی ہے) ظاہر کرتا ہے کہ دھونا فرض ہے کیونکہ عذاب ترکِ فرض پر ہوتا ہے۔
- **مسح کے قائلین:** وہ قرائتِ جر/خفض (وَأَرْجُلِكُمْ) سے دلیل لیتے ہیں جو مسحِ رأس پر عطف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں وعید پاؤں کا کچھ حصہ چھوڑ دینے پر ہے، نہ کہ طہارت کی نوعیت پر۔

ترتیب اور موالات کے دلائل

- **وجوب کے قائلین:** آیت میں واؤ عطف ترتیب کے لیے ہے (جیسا کہ کوفی نحویوں کا ماننا ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اسی ترتیب سے پے در پے وضو فرمایا۔
- **سنت کے قائلین:** بصری نحویوں کے نزدیک واؤ صرف جمع کرنے کے لیے ہے، ترتیب کے لیے نہیں۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض اوقات پاؤں کا غسل مؤخر کرنا بھی مروی ہے۔

اسبابِ اختلاف

ابن رشد کے مطابق اس پورے باب میں اختلافات کے بنیادی اسباب درج ذیل لسانی اور اصولی باریکیاں ہیں:

1. **وضو کی ماہیت میں تردد:** کیا وضو ایک خالص غیر عقلی عبادت (عبادہ محضہ) ہے جیسے نماز، یا یہ صفائی اور پاکیزگی کا ایک معقول المعنی عمل ہے؟ خالص عبادت کے لیے نیت شرط ہوتی ہے جب کہ معقول المعنی عمل کے لیے نہیں۔ وضو میں یہ دونوں جہتیں پائی جاتی ہیں۔

2. **احادیث کی زیادات اور آیت کا تعارض:** جب کسی حدیث میں آیتِ قرآنی کے احکام پر کوئی زیادتی (جیسے تسمیہ، خلال، یا مضمضہ کا حکم) ملتی ہے، تو کیا اس زیادتی کو آیت کے مفہوم کے خلاف سمجھ کر مسترد یا مستحب مانا جائے، یا اسے آیت کی تبیین (وضاحت) سمجھ کر فرض مانا جائے؟

3. **حروف کے معانی کا اشتراک:** عربی زبان میں حرفِ "ب" کا مشترک ہونا (آیا یہ زائدہ/تاکیدیہ ہے یا تبعیض کے لیے)۔
   - حرفِ "إلى" کا مشترک ہونا (آیا یہ غایت اور انتہا کے لیے ہے یا "مع" کے معنی میں ہے)۔
   - واوِ عطف (و) کا مشترک ہونا (آیا یہ ترتیب کا تقاضا کرتی ہے یا صرف مطلق جمع کے لیے ہے)۔

4. **اسماء کے لغوی معانی کا ابہام:** لفظ "ید" (ہاتھ) کا اطلاق صرف ہتھیلی، کہنی تک بازو، یا پورے کندھے تک ہوتا

ہے۔ اسی طرح لفظ "کعب" (ٹخنہ) کے لغوی معنی میں اہل لغت کا اختلاف ہے۔

5. **اخبارِ آحاد اور عملِ مدینہ کا تعارض:** حدیثِ مغیرہ (عمامے پر مسح) کا صحیح ہونا لیکن ظواہرِ قرآن یا اہل مدینہ کے متواتر عمل کے مابین اس کی شہرت نہ ہونا۔

6. **احادیث کی صحت کا اختلاف:** تسمیہ (لا وضوء لمن لم یسم اللہ) اور داڑھی کے خلال کی احادیث کا ائمہ کے نزدیک صحت کے معیار پر پورا نہ اترنا۔

ابن رشد کی ترجیح

ابن رشد نے اس متن میں صریح الفاظ میں اپنی ترجیحات کو درج ذیل مقامات پر واضح کیا ہے:

- **کفار پر وضو کے وجوب کا مسئلہ:** اسے انہوں نے "قلیل الغناء" (کم فائدہ مند) قرار دیا کیونکہ اس کا تعلق دنیاوی احکام سے نہیں بلکہ آخرت کے معاملات سے ہے۔

- **غسلِ یدین میں کہنیوں کا داخل ہونا:** ابن رشد کے نزدیک دلالتِ لفظی (لسانی قاعدے) کی رو سے ان لوگوں کا قول راجح ہے جو کہنیوں کو غسل میں داخل نہیں مانتے (کیونکہ "إلى" غایت کے لیے زیادہ ظاہر ہے)، لیکن اثر اور حدیثِ نبوی (ابو ہریرہ کی روایت) کی روشنی میں ان لوگوں کا موقف زیادہ واضح اور قوی ہے جو کہنیوں کے غسل کو واجب کہتے ہیں۔
- **پاؤں کی طہارت کا مسئلہ:** ابن رشد عقلی اور معنوی طور پر جمہور کے موقف (غسل) کی تائید کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ پاؤں کے ساتھ غسل ہی زیادہ مناسبت رکھتا ہے کیونکہ پاؤں کی گندگی عام طور پر بغیر دھوئے دور نہیں ہوتی، جب کہ سر کے ساتھ مسح مناسبت رکھتا ہے۔ شریعت نے یہاں مصلحت (حسی صفائی) اور عبادت (تزکیہ نفس) دونوں کا لحاظ رکھا ہے۔

- **تسمیہ (بسم اللہ) کا حکم:** ابن رشد کے نزدیک تسمیہ کی فرضیت کی حدیث محدثین کے ہاں ثابت اور صحیح نہیں ہے، اس لیے یا تو اس سے مراد نیت ہے یا پھر یہ حکم صرف ندب (استحباب) پر محمول ہوگا۔

مسئلے کا عنوان

مسح علی الخفین

(موزوں پر مسح کرنے) کا شرعی حکم، اس کے محل، صفات، مدت (توقیت)، شروط اور نواقض کا بیان۔

محلِ اتفاق

- **جوازِ مسح کا اصولی اتفاق:** جمہور فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وضو میں پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کرنا شرعی طور پر جائز ہے۔
- **صحیح موزوں پر مسح:** تمام قائلینِ مسح کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مکمل اور صحیح (سالم) موزوں پر مسح کرنا بالکل جائز ہے۔